رنگِ خیال

انٹرفیتھ ڈائیلاگ۔ ایک قرآنی تقاضا

لکن الراسخون فی العلم منہم والمومنون یومنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک والمقیمین الصلوۃ والموتون الزکوۃ والمومنون باللہ والیوم الاخرہ

اولئلک سنوتیہم اجرا عظیما۔ (النساء:۱۶۲)

لیکن ان میں سے جو پختہ علم والے ہیں اور ایمان والے ہیں۔ وہ اس (وحی) پر ایمان لاتے ہیں، جو آپ پر نازل کی گئی ہے اور اس پر جو آپ سے پہلے نازل کی گئی ہے اور (خصوصیت کے ساتھ) صلوٰۃ قائم کرنے والے اور زکوٰۃ ادا کرنے والے اور اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لانے والے ہیں، یہ وہ لوگ ہیں، جن کو ہم عنقریب اجر عظیم عطا فرمائیں گے۔

اس آیت میں بعض یہود و نصاریٰ کو راسخون فی العلم اور مومنون کے وصف سے نمایاں کیا گیا ہے۔ گویا انہیں اپنے مذہب کا پہلے سے سچا مومن قرار دے کر، قرآن پر ایمان لانے والا بتایا گیا ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ ہر مذہب میں سچے اور اچھے لوگ ضرور ہوتے ہیں اور وہ اپنے مذہب کے مومن ہوتے ہیں۔ اس لیے کسی بھی مذہب کے ماننے والوں کو ایک لکڑی سے ہانکنا، خود قرآن کے خلاف ہے۔ کسی بھی مذہب کا اچھا آدمی بہرحال اچھا ہوتا ہے اور کسی بھی مسلک و نظریے کا برا آدمی بہرحال برا ہوتا ہے۔ یہ بہت اہم نکتہ ہے۔ فی زمانہ اسے سمجھنے کی شدید ضرورت ہے۔

جس طرح دورِ رسالت مآب ﷺ میں بعض یہود و نصاریٰ اپنے علم میں راسخ اور مومن تھے یعنی نرے مقلد کے طور پر بڑوں کے پیچھے چلنے والے نہیں بلکہ تحقیق پسندانہ رویے کے باعث قرآن کریم پر ایمان لانے والے بنے۔ اسی طرح زمانہ مابعد میں بھی ایسے راسخون فی العلم اور مومنون کا وجود غیر مستبعد ہرگز نہیں۔ یقیناً آج بھی اہل کتاب میں سے جو بھی راسخون فی العلم اور مومنین ہوں گے، وہ ایک نہ ایک دن ضرور قرآن کریم پر ایمان لے آئیں گے۔ ماضی قریب و بعید میں اہل کتاب کے متعدد اصحاب علم و فضل نے اسلام قبول کیا ہے۔ موریس بوکائے، علامہ اسد، مارماڈیوک پکتھال جیسے سینکڑوں نام ہماری تاریخ میں ہیرے کی طرح جگمگا رہے ہیں۔ اور اب مستقبل قریب و بعید میں کتنے علمائے یہود و نصاریٰ و دیگر مشرف بہ اسلام ہونے والے ہیں۔ یہ خدا ہی بہتر جانتا ہے۔ واضح ہو کہ راسخون فی العلم سے مراد علمائے اہل کتاب اور المومنون سے مراد مومنین اہل کتاب ہیں جو شاید اپنے قبول اسلام میں کسی انٹرفیتھ ڈائیلاگ کے منتظر ہیں۔ (مدیر اعلیٰ)

عورتوں کا کھلے چہروں کے ساتھ بیرونِ خانہ زندگی میں کردار

(قرآن کی روشنی میں ایک علمی بحث)

ڈاکٹر محمد شکیل اوج
استاذ التفسیر، شعبہ علوم اسلامی، جامعہ کراچی

اسلام میں عورتوں کے پردے اور بیرونِ خانہ زندگی میں ان کے کردار کے تعین کا مسئلہ ایک بار پھر شدت سے زور پکڑ گیا ہے۔ کیونکہ عالمی تناظر میں اب یہ مسئلہ دو تہذیبوں کے مابین وصل و فصل کی بنیاد بنتا جا رہا ہے۔ مسلمانوں کی اقدار چونکہ اساسی طور پر قرآن حکیم سے وابستہ ہیں اس لیے ہر مسئلہ کو وہ اسی سرچشمہ علم و ہدایت سے حل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ میں نے بھی اس غیر معمولی اہمیت کے حامل مسئلہ کو کتاب اللہ سے سمجھنے کی کوشش کی ہے۔ آیئے آپ بھی میرے مطالعہ میں شریک ہو جایئے۔ اس ضمن میں میرا موقف اپنے عنوان سے ظاہر ہے، جس کے دلائل حسب ذیل ہیں۔

پہلی دلیل۔ قل للمومنین یغضوا من ابصارہم ویحفظوا فروجہم۔ (النور: ۳۰)

آپ مومن مردوں سے کہہ دیجیے کہ وہ (نامحرم عورتوں کی طرف) دیکھنے میں کچھ کمی کریں (یعنی اپنی نگاہوں میں حیا اور ادب پیدا کریں) اور ان مقامات کی حفاظت کریں جو محل خطرات ہیں۔

اس آیت میں مردوں کو غض بصر کا حکم دیا گیا ہے۔ یہ حکم اسی وقت قابل فہم ہو سکتا ہے کہ جب عورتوں کے چہرے کھلے ہوں۔ اگر چہرے ملفوف ہوں تو مردوں کو غض بصر کا حکم دینا بے معنی ہوگا۔